سوال

(50)اصل ایمان میں کمی ہوتی ہے یاکمال ایمان میں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اصل ایمان میں کمی زیادتی ہوتی ہے یاکمال ایمان میں ۔ خوارج محدثین کے درمیان تعریف ایمان میں امتیازی کیا فرق ہے ؟ ازراہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں ۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن مجید میں کلمہ شہادت کو شجرہ طیبہ (درخت) سے تشبیہ دی گئی ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

أَلَم تَرَ كَيفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصلُها ثابِتٌ وَفَرعُها فِى السَّماءِ سورة ابراهيم 24

حدیث شریف میں آیا ہے :

«الایمان بضع وسبعون شعبة افضلها قول لاالہ الااللہ الحدیث ۔»

ایمان کی مثال درخت سے دی گئی ہے جس طرح درخت کی جڑزمین کے اندر پوشیدہ رہتی ہے اوراوپر اس کا تنا اورڈالیاں اور شاخیں ہوتی ہیں ۔ اسی طرح ایمان بھی ظاہر وباطن اندر اورباہر کے مجموعہ کا نام ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ایمان کی جڑیا تو مومن کے قلب میں یقین واذعان کی صورت میں ہوتی اور پوشیدہ رہتی ہے ۔ اوراس کا اعلیٰ شعبہ یعنی تنہ زبان کی شہادت ہے ۔ اوربقیہ اعمال اس جزوتنہ کی شاخ اورڈالیاں ہیں ۔ جس طرح اندرسے باہرتک درخت کے مجموعی حصہ کو درخت کہتے ہیں ۔ اگرچہ تفصیل کے وقت کسی کو جڑکسی کو شاخ اورتنے سے تعبیر کرتے ہیں ۔ اسی طرح ایمان اعتقاد وعمل کے مجموعہ کا نام ہے اورجس طرح بعض شاخ یاتنے کے نکل جانے سے اصل درخت کا وجودباقی رہتا ہے مگراس میں نقص آجاتا ہے ۔ اس طرح بعض اعمال کے نہ پائے جانے سے اصل ایمان کے اندرنقص آجاتا ہے ۔ اوراگرکل اعمال متروک ہوجائیں تواس کی مثال اس درخت کی ہے جوصرف جڑہی جڑہے اور درخت کی کوئی حیثیت اس کے اندرموجود نہیں ۔ ایسی صورت میں پھر اصل درخت ہی کالعدم بلکہ معدوم ہوجاتا ہے ۔ یہی حال ایمان کا ہے ۔ اس اسلامی تعریف کومدنظر رکھتے ہوئے جزوکامل وغیرہ کوجس طرح چاہیں تعبیر کرلیں ۔

عبارا تنا شتی وحسنک واحد وکل الی ذالک الجمال یشیر

شرعی ایمان

پھر ایمان کی یہ تعریف شرعی معنی سے ہے۔ یعنی شریعت کے نزدیک یقین و عمل کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ لغوی معنی ایمان کے ایک تو امن دینے کے ہیں۔ جس کا مفہوم ان لفظوں میں بتلایا گیا ہے۔ المومن من أمن الناس بوائقہ دوسرے معنی یقین و تصدیق کے ہیں۔ جیسے اخوان یوسفؑ نے حضرت یعقوبؑ سے کہا تھا کہ :

وَمَآ أَنتَ بِمُؤۡ مِنٖ لَّنَا وَلَوۡ كُنَّا صَٰدِقِينَ سورۃ یوسف 17

کیونکہ مومن کے لیے کتاب وسنت کی باتوں اوران کی خبروں پر یقین کرنا ضروری ہے اور یہی چیز انسان کو عذاب سے امن میں رکھنے والی ہے۔ لہذا اس لفظ کو اس موقع پر دونوں معنی ملحوظ رکھتے ہوئے استعمال کیا گیا ہے۔ اور چونکہ تصدیق کا ثبوت اعمال سے ہوتا ہے۔ جیسے درخت کا وجود اس کے تنا وشاخوں سے۔ اس لیے حکیم کامل نے اس کو درخت سے تشبیہ دی اور جس طرح درخت کی ڈالیاں مختلف حیثیت رکھتی ہیں۔ کوئی بہت بڑی جو قائم مقام درخت کے قرار دی جاتی ہے۔ تو کوئی بالکل معمولی اسی طرح اعمال کی نوعیت ہے۔ اور جس طرح درخت کی شاخ اور پتیاں کبھی درخت سے الگ ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی صرف ٹہنیوں اور پتوں کی تازگی اور رونق مفقود ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اعمال کا اثر کبھی تو نفس ایمان پر پڑتا ہے کبھی اس کی ورنق اور رنگت پر۔ لہذا کبھی اصل ایمان میں نقص آتا ہے۔ کبھی کمال یعنی اس کی رونق و دبہجت پر۔

محدثین وخوارج کا تعریف ایمان میں امتیازی فرق

محدثین اعتقاد واعمال کو ایمان کی تعریف میں لیتے ہوئے پھر بھی ترک عمل کو کفر نہیں کہتے۔ بخلاف خوارج کے ان کے نزدیک انسان باوجود یقین واعتقاد کے ترک عمل سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور محدثین کے نزدیک ایسے شخص کا شمار کافر میں نہیں بلکہ فاسق میں ہوگا۔ خوارج آیت :

وَأَمَّا لَّذِينَ فَسَقُواْ فَمَأۡ وَىٰهُمُ لنَّارُ كُلَّمَآ أَرَادُوٓاْ أَن يَخۡ رُجُواْ مِنۡ هَآ أُعِيدُواْ فِيهَا- خلود فی النار --سورۃ السجدۃ 20

لیتے ہوئے اس کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مگر حضرات محدثینؒ کہتے ہیں کہ یہاں فسق سے مراد ہی کفر ہے۔ کیونکہ اس کے بعد آتا ہے :

وَقِيلَ لَهُم ذُوقُواْ عَذَابَ لنَّارِ لَّذِي كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ --سورۃ السجدۃ

اس سے معلوم ہوا کہ ان کے اندر تصدیق سرے سے ہی نہیں تھی۔ کیونکہ عذاب کے مستحق دوزخ کے منکر اور اس کے مکذب تھے۔ اب رہا موحدین مؤمنین تارکین اعمال کا کفر نہ ہونا۔ اس کی دلیل قولہ عزوجل :

إِنَّ للَّهَ لَا يَغۡ فِرُ أَن يُشۡ رَكَ بِهِۦ وَيَغۡ فِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ --سورۃ النساء 48

ہے۔ کیونکہ یہاں غیر مشرک کے لیے مغفرت مقید بمشیت کا اظہار کیا گیا ہے اگر صرف توحید سے مومن نہیں اور ترک اعمال سے کافر ہو گیا تو اس کی مغفرت کے لیے صحیح مشیت الہی بھی نہیں ہوگی۔ اس لیے محدثین کے نزدیک باوجود اعمال کے داخل ایمان ہونے کے ان کے ترک سے آدمی کافر نہیں ہوتا اور خوارج کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص116